International Research Jounral of Islamic Culture & Communication

IRJICC

ISSN:3007-4630 (P),3006-8304(E)

سورۃ البقرۃ میں مذکور معاشرتی اصول اور اُن کی عصری افادیت

THE SOCIAL PRINCIPLES MENTIONED IN SURAH AL-BAQARA AND THEIR CONTEMPORARY UTILITY

1. ***Dr. Muhammad Waseem Mukhtar***
waseemmukhtar484@gmail.com

Assistant Professor,
Department of Islamic Studies & Arabic-Gomal University D.I Khan.Pakistan.

2. ***Sadia Batool***
Corresponding Author
sadiabatool145@gmail.com

M.A Islamic Studies,
Department of Islamic Studies & Arabic Gomal University D.I Khan.Pakistan.

3. ***Waqar Ahmad***
waqar@mirpur.edu.pk

Lecturer Islamic Studies, Institute of Islamic Studie,Mirpur University of Science and Technology, A.K, Pakistan.

Vol. 02, Issue, 04, Oct-Dec 2024, PP:65-77

OPEN ACCES at: www.irjicc.com

Article History	Received	Accepted	Published
	15-10-24	03-11-24	30-12-24

Abstract

It is necessary to follow certain rules and regulations to enrich civilization, which is also required by human nature, human nature aspires to the survival and development of mankind, that is why a man desires moral and spiritual growth, and the only way to utilize human abilities is the presence of society and the rules and regulations are relied upon to civilize the same culture. These principles are related to ethics, worship, society, economy and basic ideas and thoughts, for every moment of life. In society, there is a need to be equipped with such qualities as compassion, generosity, generosity, love, sacrifice, sacrifice and justice. At the same time, the implementation of orders such as publicizing justice is also necessary to protect human life in society, and to eliminate class, linguistic, national and national discrimination

CC BY

and oppression. These are the basic principles that can be followed to create a universal human society. The Holy Quran teaches society to be characterized by high qualities and to avoid socially undesirable actions. This title has been chosen in view of the contemporary need to mention the issues and commands of the Holy Qur'an, Surah Al-Baqarah, which guides humanity in terms of social issues and their importance and usefulness in the contemporary context.

***Key Words**: Holy Qur'an, Al-Baqarah, Social Issues, Humanity, Civilization, Rules and Regulations.*

تمہید:

رب کائنات نے ہر زمانہ میں انسانیت کی اصلاح کے لیے انبیاءؑ کا سلسلہ جاری فرمایا، جنہوں نے لوگوں کو دنیاوی و دینی امور کو بجا لانے کے لیے خداوند کے اصول و ضوابط سے مطلع فرمایا۔ تہذیب اور تمدنی امور کو انہی قواعد کی روشنی میں مہذب کرنے کی دعوت و ترغیب دی۔ رحمت عالم ﷺ کو یہ اصول و ضوابط لاریب کتاب کے ذریعے عطا کیے گئے۔ قرآن کریم کی اہم سورۃ البقرۃ سب سے طویل سورت ہے، جس میں عبادتی، اجتماعی، سیاسی و اقتصادی مسائل پر بحث کی گئی ہے۔ عقائد و نظریات کے باب میں عقیدہ توحید، رسالت، قیامت وآخرت کا تذکرہ۔ منافقت سے دور رہنے اور زندگی کے مختلف مراحل میں اطاعت الہیٰ کا حکم دیا گیا۔ اس میں سابقہ اقوام، بالخصوص حضرت ابراہیمؑ کی نسل اور اس کی دو اہم شاخوں یعنی بنی اسرائیل اور بنی اسماعیل کو دی گئی تھی۔ اس ہدایت کے ساتھ اس بات کی تفصیل ہے کہ انہیں کیا کرنا چاہیے تھا اور انہوں نے کیا کیا۔ ذیل میں سورۃ البقرۃ میں جن معاشرتی اصولوں کا تذکرہ کیا گیا ہے، اُن کو مختصر ذکر کیا جاتا ہے۔

معاشرتی امور:

انسانی فطرت نوع انسانی کی بقاء اور اُس کی ترقی کی آرزو مند ہوتی ہے، اسی وجہ سے انسان اپنی اخلاقی و روحانی ترقی کی خواہش رکھتا ہے۔ انسانیت کی بقاء اور انسانیت کی روحانی، مادی ہر طرح کی ترقی اجتماعی زندگی کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔ اللہ تعالیٰ کی ودیعت شدہ انسانی صلاحیتوں سے کماحقہ استفادہ اور اُن کو بروئے کار لانے کا واحد طریقہ معاشرے کی موجودگی ہے۔ انسان کو بڑی بڑی صلاحتیں ودیعت کر رکھی ہیں، لیکن ان صلاحیتوں کا نشو ونما اور ان کا برروئے کار معاشرے کی موجودگی کے بغیر ممکن نہیں۔ ہمدردی، سخاوت، فیاضی، محبت، ایثار، قربانی اور عدل و انصاف ایسے اوصاف ہیں جو معاشرے کے اندر رہ کر ہی ظہور پذیر ہو سکتے ہیں۔

معاشرتی تعلقات کے قائم کرنے کے لئے اسلامی شریعت میں جو رہنما اصول دیئے گئے ہیں، اُن کے مختصر فوائد درج ذیل ہیں۔

○ انسانیت کا جانی تحفظ اور تمدنی وتہذیبی زندگی میں ناحق کسی کو قتل کرنا سماج اور معاشرہ کی تباہی کا ذریعہ بنتا ہے، اس لیے یہ جرم ہے اور قابل گرفت بھی۔

○ خاندان، بالخصوص والدین، عزیز و اقارب کے حقوق کی رعایت سے اعلیٰ اقدار کا حامل معاشرہ بنتا ہے، اس لیے اسلامی تعلیمات میں ان کے حقوق کے تحفظ سے متعلق رہنما اصول مذکور ہیں، نیز لاچار، بیمار، عورت اور بچوں پر ظلم کی قطعاً اسلامی

معاشرہ میں کوئی گنجائش نہیں،اس لیے تأدیبی کاروائی کا حکم دیا گیا ہے۔

○ بے کس اور بے سہارا لوگوں [بھوکا پیاسا ہو، پہننے کے کپڑے نہ ہو، رہنے کے لیے گھر نہ ہو]اور زخمی اور بیمار علاج اور تیمار داری کے حقوق متعین کیے گئے ہیں۔لوگوں کو ایک دوسرے کی خبر گیری کرنے کی ہدایت فرمائی، اس میں رنگ، نسل، قوم وقبیلہ اور مذہب کو ملحوظ رکھنے کی بجائے انسانیت اور خالق کی مخلوق ہونے کو اہمیت دینے کی تلقین کی گئی ہے۔

○ لوگوں کے درمیان رنگ، نسل، زبان، پیشہ، قومیت، وطنیت وغیرہ کی بناءپر امتیاز برتنے کو ناپسندیدہ فعل قرار دیا گیا ہے،اسی طرح عدل وانصاف کو عام کرنا اور اس میں امیر وغریب، قومیت اور مفادات کی وجہ سے فرق کرنا ناجائز ہے۔

○ نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں تعاون اور بدی اور ظلم کے کاموں کے خلاف جہاد انسانی فرائض میں شامل ہے۔

○ معاشرتی اعتبار سے اسلامی تعلیمات کے عائلی امور سے متعلقہ اصول، لوگوں سے اچھا برتاؤ کرنا اور ظلم وزیادتی کو ختم کرنے متعلقہ قواعد پر عمل کے ذریعے معاشرہ ترقی کرتا ہے۔

یہی وہ زرّیں اصول ہیں جن پر عمل کرنے سے ایک عالم گیر انسانی معاشرہ وجود میں آسکتا ہے۔معاشرتی اصولوں میں سے ایک اہم معاملہ عائلی معاملات میں درستی ہے، چنانچہ ذیل میں عائلی معاملات سے متعلقہ سورۃ البقرۃ کے اصولوں پر مختصراً روشنی ڈالی جاتی ہے۔

1۔عائلی معاملات:

قرآنی تعلیمات عائلی زندگی گزارنے سے متعلق درست تعلیمات کی جانب رہنمائی کرتا ہے اور ایسے آداب سیکھاتا ہے، جس پر عمل کرنے کی صورت میں عائلی معاملات میں درپیش مشکلات اور مسائل کو حل نہایت سہل انداز میں حل ہوتے ہیں۔قرآن مجید جہاں افراد کے حقوق کو بیان کرتا ہے، وہیں خاندان سے وابستہ تمام لوگوں کو ان کی ادائیگیوں اور ذمہ داریوں سے بھی آگاہ کرتا ہے۔ ان احکام پر عمل آوری کی صورت میں انسانیت سے اجر وانعام کا وعدہ کیا گیا ہے اور ان کی نافرمانی کا مرتکب سزا کا مستحق ہو سکتا اور بھیانک انجام کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ یہ وعدے اور وعیدیں دونوں مل کر عائلی زندگی کی سلامتی اور خوش گواری کو قائم رکھتے ہیں اور اختلاف وتنازعہ کے سر ابھارنے پر خوش اسلوبی سے اس کے حل میں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ سورۃ البقرۃ میں جن عائلی معاملات کا تذکرہ ہے، وہ درج ذیل ہیں۔

1۔نکاح:

نکاح اسلامی تعلیمات کا بنیادی جزء ہے، اسی تعلیمات میں عقد سے متعلق احکام اپنی جامعیت، حسن انتظام اور اعتدال کی عمدہ مثال ہیں۔اسلامی تعلیمات کے مطابق نکاح کا تعلق محض خواہشات نفسانیہ اور فطری جذبات کو پورا کرنے کا نام نہیں، بلکہ نکاح انسانیت کو فطری ضرورت کو جائز اور مہذب طریقے سے پورا کرنے کی اجازت دیتا ہے، جس میں معاشرتی تقدس بھی ہو اور اس کے علاوہ نکاح کا بنیادی مقصد [نسب کی حفاظت، فطری خواہشات میں پاکی حاصل کرنا، اولاد صالح کا حصول، ذہنی اور فکری طہارت] کا حصول ہے، نیز نکاح میں ہی انسانیت کی بقا ہے۔معاشرہ اور عرف میں نسب ونسل کی حفاظت اور عزت وتکریم کا باعث ہے۔نکاح کی اہمیت انداز اس سے ہوتا ہے کہ فرمانِ الٰہی میں نکاح کو سنتِ انبیاء کہا گیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً" (1)

(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے آپ سے پہلے یقینا رسول بھیجے اور انہیں بیویوں اور اولاد سے بھی نوازا۔

آیت مبارکہ میں حکم رحمت عالم ﷺ کو دیا جارہا ہے، جب کہ اس میں وضاحت ہے کہ تمام انبیاء کرام اہل وعیال والے تھے، یعنی شادی شدہ تھے۔ نکاح کو عام کرنے ،انسانیت کو بے راہ روی سے بچانے اور قلبی وذہنی اطمینان کو حاصل کرنے کی جانب متعدد روایات میں آپ ﷺ نے متوجہ فرمایا۔ نکاح کو سنت اور ایمان کی تکمیل کا ذریعہ قرار دیا، چنانچہ نکاح کی افادیت کی بابت فرمایا:

"اِذَا تَزَوَّجَ الْعَبْدُ اِسْتَکْمَلَ نِصْفَ الدِّیْنِ فَلْیَتَّقِ فِی النِّصْفِ الْبَاقِیْ" ( )

جو کوئی نکاح کرتا ہے تو وہ آدھا ایمان مکمل کرلیتا ہے اور باقی آدھے دین میں اللہ سے ڈرتا رہے۔

نفسانی خواہشات اور زبان وہ ذریعے ہیں، جو انسانی کے لیے رسوائی کا باعث بنتے ہیں، زبان کے ذریعے ناجائز اور ناحق کلمات بول کر انسان اپنی زندگی اور معاملات کو بعض مرتبہ تباہ کرلیتا ہے۔ اسی طرح نفسانی خواہشات کو ناجائز طریقہ سے پورا کرنا رسوائی کا ذریعہ ہے اور یہ ذہنی وفکری کو تباہی کا بھی باعث بنتی ہے۔ نکاح کے ذریعے ایک اہم عمل کو جائز طریقہ ملتا ہے، اس وجہ سے اسے نصف قرار دیا گیا ہے۔

اللہ نے نکاح میں انسان کے لیے بہت سے دینی ودنیاوی فائدے رکھے ہیں۔ مثلاً معاشرتی فائدے خاندانی فائدے اخلاقی فائدے سماجی فائدے نفسیاتی فائدے غرضیکہ فائدوں اور خوبیوں کا دوسرا نام نکاح ہے۔ اسی وجہ سے سورۃ البقرۃ میں اللہ تعالیٰ نے انسانیت کو نکاح کی تعلیم دی اور کن سے نکاح کرنا جائز ہے اور کن سے ناجائز، اس بابت حکم دیتے ہوئے فرمایا:

وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ۔۔۔(3)

اور شرک کرنے والی عورتوں سے اُن کے ایمان نہ لانے تک تم نکاح نہ کرو۔ ایماندار لونڈی بھی شرک کرنے والی آزاد عورت سے بہتر ہے۔۔۔

یعنی قرآن حکیم کی نص قطعی سے مسلمان مرد وعورت کو یہ حکم دیا، جو مشرک اور اللہ تعالیٰ کے نہ ماننے والے ہیں، اُن سے کسی طور پر نکاح جائز نہیں۔ قرآن مجید میں عمومی طرز اور خطاب سے ہٹ کر مذکورہ بالا آیت میں مرد اور عورت کو الگ الگ حکم دیا۔ کسی بھی طور پر کسی بھی مسلمان کا نکاح مشرک اور غیر اللہ کی عبادت کرنے والے سے جائز نہیں۔

اس کے علاوہ نکاح کے بعد اگر تمام مصلحتوں کے باوجود بھی نکاح رشتہ قائم نہ رہ سکے اور میاں بیوی میں طلاق واقع ہوجائے تو بھی سورۃ البقرۃ کی رو سے معاشرتی فوائد کو ملحوظ رکھتے ہوئے دوسری شادی کا حکم دیا گیا ہے۔ اگرچہ واضح الفاظ میں طلاق مغلظہ کے بعد زوج اول سے عقد کے لیے دوسری نکاح کا تذکرہ ہے، اسی سے عورت کے دوسری نکاح اور طلاق یا بیوہ کے بعد نکاح کی ترغیب کا بھی علم ہوتا ہے۔

2۔ طلاق:

نکاح کی وجہ سے قائم ہونے والا مقدس رشتہ بسا اوقات فکری ہم آہنگی میں اختلاف یا زندگی بسر کرنے کے طور واطوار یا مزاجوں کے فرق کی وجہ سے فوائد کی بجائے مضمرات کا باعث بن رہا اور تمام ممکنہ احتیاطی تدابیر کے باوجود بھی آپسی تعلقات میں مزید پیچیدگی آتی جائے اور یہ مرض مزید شدت اختیار کر جائے تو ایسے حالات میں فریقین کی بہتری اور پر سکون زندگی گزارنے کی خاطر شریعہ اسلامیہ میاں بیوی کے درمیان جدائی کی اجازت دیتی ہے، جسے عرفاً "طلاق" کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اگر مرد طلاق نہ دیے تو عورت مرد سے خلاصی خلع کے ذریعے بھی حاصل کرسکتی ہے۔

طلاق کی بابت قرآن کریم میں بھی واضح حکم موجود ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَإِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَإِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ" (4)

"اگر طلاق کا قصد کر لیں تو اللہ تعالیٰ سننے والا اور جاننے والا ہے۔"

طلاق کی بابت احکام سے متعلق قرآن کریم میں تقریباً 6 آیات اور ایک رکوع ہے، جس میں نہایت مفصل کلام کیا گیا ہے، جو طلاق کے ثبوت پر دلالت کرتا ہے۔ طلاق کے عمل کی بابت احکام اور طریقہ کار قرآن سے معلوم ہوتا ہے اور اس کی مزید توضیح احادیث مبارکہ سے بھی ہوتی ہے، چنانچہ طلاق کے عمل کے جواز کے باوجود بھی اس پر بقدر ضرورت عمل کرنے کی ترغیب دی ہے، کیونکہ ناپسندیدہ فعل ہے، اس سے اپنی استطاعت اور حتی الامکان بچنا چاہیے۔

"مَا أَحَلَّ اللَّهُ شَيْئًا أَبْغَضَ إِلَيْهِ مِنَ الطَّلَاقِ" (5)

"اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کو حلال کیا ہے ان میں اُس کے نزدیک سب سے ناپسندیدہ طلاق ہے۔"

قرآن کریم اور احادیث مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ طلاق کا حکم شریعت میں ثابت ہے اور ناگزیر اور مجبوری کی حالت میں طلاق اس پر عمل کیا جاتا ہے، کیونکہ اس کا مقصد فریقین کو مستقبل کے اعتبار سے نقصان سے بچانا ہوتا ہے اور اُن کی خیر خواہی کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس ناپسندیدہ اور مبغوض فعل کو بجالانے کی اجازت مرحمت فرمائی گی ہے۔

3۔ حق مہر:

شریعت اسلامیہ کی رو سے حق مہر خالصتاً عورت کا حق ہے، جو کہ حسن سلوک، احترام اور عزت کا غماز ہے، جو کہ عورت کی خوشنودی کے ساتھ ساتھ اہمیت اور عظمت کو ظاہر کرتا ہے۔ یہ عورت کی ملکیت ہے، جسے وہ اپنی مرضی سے صرف و خرچ کر سکتی ہے، اس لیے عورت کے ولی کا اِسے رکھنا ناجائز اور حرام ہے۔

صدقہ کا لفظ بھی مہر کے لیے مستعمل ہے، عمومی صدقہ اور مہر میں فرق یہ ہے کہ صدقہ میں کسی کو مال عنایت کیا جاتا ہے اور مہر میں بھی مرد اپنی ذمہ داری کو مال یا مخصوص رقم کی ادائیگی کے ذریعے پورا کرتا ہے۔ قرآن مجید میں بھی متعدد مقام پر مہر کے لیے صدقات، جو کہ صداق کی جمع ہے، کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔

فقہائے کرام کے نزدیک، مہر حقیقت میں وہ متعین مال ہوتا ہے، جو شوہر پر نکاح کے بعد ازدواجی تعلقات کے قیام سے قبل بیوی کو دینا لازم ہوتا ہے:

" بأنه اسم للمال الذی یجب فی عقد النکاح علی الزوج فی مقابلة البضع إما بالتسمیة أو بالعقد" (6)

" مہر اُس مال کو کہتے ہیں، جس کی ادائیگی شوہر کے ذمہ لازم ہوتی ہے، بیوی کے نفس کے منافع کے وجہ سے یا عقد نکاح کی وجہ سے "

یعنی عقد نکاح کی وجہ سے شوہر کو بیوی کے نفس سے فائدہ اُٹھانے کی اجازت مل جاتی ہے، اور عورت کی خوشنودی، رضا اور اہمیت و عزت کو ظاہر کرنے کی خاطر مرد پر مہر لازم کیا جاتا ہے۔ سورۃ البقرۃ میں مہر سے متعلق احکام کے تذکرہ میں حکم دیتے ہوئے فرمایا:

وَإِنْ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمَسُّوهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ إِلَّا أَنْ يَعْفُونَ أَوْ يَعْفُوَ الَّذِي بِيَدِهِ عُقْدَةُ النِّكَاحِ (7)

اور اگر تم عورتوں کو اس سے پہلے طلاق دے دو کہ تم نے انہیں ہاتھ نہیں لگایا ہو اور تم نے ان کا مہر بھی مقرر کر دیا ہو تو مقررہ مہر کا آدھا مہر دے دو یہ اور بات ہے وہ خود معاف کر دیں یا وہ شخص معاف کر دے جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے

مذکورہ بالا آیت میں مہر مقرر کرنے بعد مرد عورت سے ازدواجی تعلق قائم کرنے سے پہلے طلاق دے، تو ایسی صورت میں عورت مہر کی حق دار ہو گئی یا نہیں، کی وضاحت فرمائی۔ اس سے معلوم ہوا کہ عورت کو نکاح کے وقت مہر دینا لازم ہے۔ اگر مہر مقرر ہو گا، تو وہ دیا جائے گا ورنہ فقہا کے مطابق عورت مہر مثل کی حق دار ہو گی۔

2۔ دیگر معاشرتی معاملات:

اسلام نے انسانیت کو سنوارنے کے لیے زندگی بسر کرنے کا ضابطہ عطا فرمایا، جو کہ کامیابی وکامرانی کا راستہ ہونے کے ساتھ راہ نجات بھی ہے۔ اسلامی تعلیمات کا بنیادی مقصد فلاح انسانیت اور تعمیر شخصیت ہے، اس لیے اسلامی تعلیمات فطرت انسانی کے عین مطابق و موافق ہیں۔ اسلامی احکام انسانیت کی انفرادی اور اجتماعی سے رہنمائی کرتے نظر آتے ہیں۔ اسلام فرد کی انفرادی زندگی سے پورے انسانی معاشرے کی اجتماعی زندگی تک، فرد اور معاشرے کی اصلاح کی ضمانت فراہم کرتا ہے، اسلام فلسفۂ حیات اور مثالی شریعت عطا کرتا ہے، جس کی روشنی میں زندگی کے تمام شعبوں کی تعمیر اور صورت گری یقینی امر ہے۔ سورۃ البقرہ میں عائلی زندگی کے علاوہ معاشرت سے متعلقہ جن دیگر اہم امور سے متعلقہ اصول ذکر کیے گئے، ذیل میں اُن پر مختصراً روشنی ڈالی جاتی ہے۔

1۔ ناحق قتل [قصاص]:

ذاتی مقاصد کے حصول اور مفادات کے تحفظ کے لیے بسا اوقات انسان دوسرے پرامن مسلمانوں کو قتل کرنے سے نہیں چوکتے۔ اس طرح کے عمل کو جہاد فی سبیل اللہ میں بھی ممنوع قرار دیا گیا ہے، یہ حرام ہے۔ اسلامی تعلیمات اس طرح کے عمل سے روکتی ہیں۔ اسلام تعلیمات معاشرتی امن وسکون کو ناگزیر قرار دیتی ہیں۔ انسانیت کے علاوہ حیوانات اور نباتات کے حقوق دینے والی شریعت میں انسانیت کے ناحق قتل کو جائز کیسا قرار دیا جاسکتا ہے۔ اس لیے اسلامی تعلیمات، جو کہ قرآن کریم وسنت رسول اللہ ﷺ سے ماخوذ ہیں، میں واضح الفاظ میں اس کی مذمت اور اسے حرام قرار دیا گیا ہے اور ناحق قتل یا کسی انسانی جزء کو ضائع کرنے کی صورت میں قصاص کے حکم دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى۔۔۔(8)

اے ایمان والو! تم پر مقتولوں کا قصاص لینا فرض کیا گیا ہے

مذکورہ بالا آیت میں ناحق قتل کرنے پر قصاص لینے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس میں عدل وانصاف کو ملحوظ رکھنے کا درس دیا ہے، یعنی اسلام میں خصوصی ہدایت دی گئی ہے کہ صرف قاتل کو ہی قصاص میں قتل کیا جائے گا۔ قصاص میں کسی امیر کو غریب پر فوقیت نہیں ہو گی، مقتولین کے درمیان مساوات ہو گی، یہاں امیر یا غریبی، مراتب وغیرہ کا لحاظ نہیں کیا جائے گا۔ قصاص کی اہمیت وافادیت کے بارے میں ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَاةٌ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ (9)

عقلمندو! قصاص میں تمہارے لئے زندگی ہے اس باعث تم (قتل ناحق سے) رُکو گے

یعنی معاشرتی اعتبار سے لوگ اس عمل سے اجتناب کرنے لگیں گے۔ جو کہ انسانی جانوں کی حفاظت کا ذریعہ بنے گا۔" جب قاتل کو یہ خوف ہو گا کہ میں بھی قصاص میں قتل کر دیا جاؤں گا تو پھر اسے کسی کو قتل کرنے کی جرات نہ ہو گی اور جس معاشرے میں یہ قانون قصاص نافذ ہو جاتا ہے وہاں یہ خوف معاشرے کو قتل اور خونریزی سے محفوظ رکھتا ہے جس سے معاشرے میں نہایت امن اور سکون رہتا ہے۔" 10

یہ کوئی ظلم نہیں، بلکہ انسانی جانوں کی حفاظت اور لوگوں کے دلوں میں اسلامی حدود وتعزیرات کی اہمیت اجاگر ہوتی ہے،

اس کے علاوہ معاشرہ امن وسکون کو گھوارہ بن جاتا ہے۔

2۔حرمت شراب اور بری چیزوں سے دوری کا حکم:

دین اسلام نے معاشرہ کے سکون اور ظاہری معاملات کی درستی کے لیے عقل سلیم کو لازم قرار دیا ہے اور عقل سلیم کو سلب کرنے والی اشیاء سے دور رہنے کی ترغیب دی ہے۔انہی اشیاء میں مے نوشی بھی ہے،جو کہ معاشرتی نفسیات اور معاشرہ کے اجتماعی اصولوں کے مخالف ہیں۔اس لیے تدریجاً شراب کی حرمت کو حکم نازل فرمایا اوراس کے نقصانات سے بھی امت کو قرآن وسنت کے ذریعے آگاہ کیا گیا۔قرآن مجید میں اولاً شراب کی برائی کا اظہار کیا گیااوراس کے نقصانات کو فوائد پر فوقیت دی گئی۔قرآن مجید میں ہے۔

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَإِثْمُهُمَا أَكْبَرُ مِنْ نَفْعِهِمَا وَيَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنْفِقُونَ قُلِ الْعَفْوَ كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُونَ (11)

لوگ آپ سے شراب اور جوئے کا مسئلہ پوچھتے ہیں،آپ کہہ دیجئے ان دونوں میں بہت بڑا گناہ ہے اور لوگوں کو اس سے دنیاوی فائدہ بھی ہوتا ہے، لیکن ان کا گناہ ان کے نفع سے بہت زیادہ ہے،آپ سے بھی دریافت کرتے ہیں کہ کیا کچھ خرچ کریں، توآپ کہہ دیجئے حاجت سے زیادہ چیز اللہ تعالیٰ اسی طرح اپنے احکام صاف صاف تمہارے لئے بیان فرمارہاہے،تاکہ تم سوچ سمجھ سکو۔

شراب انسان کے لئے دین ودنیا دونوں اعتبار سے نقصان دہ ہے۔دینی نقصان تو یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کو خرید کر اپنی آخرت برباد کرلیتا ہے۔دنیوی نقصان یہ ہے کہ مختلف قسم کی مہلک بیماریاں لاحق ہوجاتی ہیں جو ہلاکت کا سبب بنتی ہیں ،لاکھوں عورتیں شرابی شوہر کے ظلم وستم کا نشانہ بنتی ہیں،شراب پینے والابے مروت ہوجاتاہے،سماج اور معاشرہ کے لئے دردسر بن جاتاہے۔بس اتنا سمجھ لیں کہ شراب میں ہر طرف سے تباہی اور بربادی ہے،مال کی بھی اور جان کی بھی۔اللہ ہم سب کو اس سے محفوظ فرمائے۔

3۔برے ناموں/القاب سے بلانے کی ممانعت:

سماجی اور معاشرتی روایوں کے برے طریقوں میں سے ایک کسی کا مذاق اڑانا ہے۔اس عمل کے ذریعے درحقیقت اپنے بھائی کی عزت وآبرو پر براہ راست حملہ ہوتا ہے اور اسے نفسیاتی طور پر مضطرب کرنے کا ایک طریقہ ہے۔اس تضحیک آمیز رویے کے جہاں دنیاوی نقصانات اور منفی نتائج ہیں،وہیں آخرت میں سزا کا باعث بنتا ہے۔یہ عمل باہمی کدورتوں،رنجشوں اور لڑائی جھگڑے کا باعث بنتا ہے اوراس کے ذریعے لوگوں میں انتقامی سوچ، بدگمانی، حسد اور سازشیں جنم لیتی ہیں۔مذاق اڑانے والا شخص خدا کی رحمت سے محروم ہو کر ظالموں کی فہرست میں چلا جاتا ہے۔جس کی وجہ سے وہ اپنی نیکیاں گنوا بیٹھتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اسلامی تعلیمات میں مسلمانوں کوایک دوسرے کے ساتھ حسن سلوک اور اچھے طریقہ سے پیش آنے کا حکم دیا گیاہے، نیز ایسے الفاظ سے بھی اجتناب کادرس دیا،جو کہ ذو معنی ہوتے ہیں اور دوسرے معنی کے اعتبار سے کسی کی برائی کی جارہی ہوتی ہے،چنانچہ سورۃ البقرۃ میں آپ ﷺ کی ذات مبارکہ کے لیے ایسے الفاظ سے منع فرمایا اور عمومی حکم تمام انسانیت کے لیے بھی ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا رَاعِنَا وَقُولُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوا وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ (11)

اے ایمان! والو تم (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو) راعنا نہ کہا کرو، بلکہ انظرنا کہو یعنی ہماری طرف دیکھئے اور سنتے رہا کرو اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔

یعنی بول چال، عمل میں کوئی ایسا کام نہ کریں، جس سے کسی تذلیل یا عزت واحترام کو نقصان پہنچے ''مسلمانو کافروں کی صورت لباس اور زبان میں مشابہت سے بچو اس آیت میں اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں کو کافروں کی بول چال اور ان کے کاموں کی مشابہت سے روک رہا ہے یہودی بعض الفاظ زبان دبا کر بولتے تھے اور مطلب برا لیتے تھے جب انہیں یہ کہنا ہوتا کہ ہماری سنئے تو کہتے تھے۔'' 13

4۔ جادو سے اجتناب:

شیطان انسان کو جن راہوں سے گمراہی کی طرف لے جاتا ہے، ان میں جادو وہ ذریعہ اور عمل ہے، جسے خالصتاً شیطانی عمل قرار دیا گیا۔ جادو کے لیے عربی زبان میں ''سحر'' کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے، قرآن وسنّت میں سحر (جادو) ایسے امر کو کہا جاتا ہے جس میں شیاطین کو خوش کر کے ان کی مدد حاصل کی گئی ہو، پھر شیاطین کو راضی کرنے کی مختلف صورتیں ہیں۔ کبھی ایسے منتر اختیار کئے جاتے ہیں جن میں کفر وشرک کے کلمات ہوں اور شیاطین کی مدح سرائی کی گئی ہو، جس سے شیطان خوش ہوتا ہے۔ انہی میں سے ایک جادو وغیرہ ہے۔ قرآن مجید میں سحر اور جادو سے دور رہنے کی تلقین کی گئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ۔۔۔ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ (14)

بلکہ یہ کفر شیطانوں کا تھا، وہ لوگوں کو جادو سکھایا کرتے تھے اور بابل میں ہاروت ماروت دو فرشتوں پر جو اتارا گیا تھا وہ دونوں بھی کسی شخص کو اس وقت تک نہیں سکھاتے تھے جب تک یہ نہ کہہ دیں کہ ہم تو ایک آزمائش ہیں تو کفر نہ کر پھر لوگ ان سے وہ سیکھتے جس سے خاوند و بیوی میں جدائی ڈال دیں اور دراصل وہ بغیر اللہ تعالیٰ کی مرضی کے کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے یہ لوگ وہ سیکھتے ہیں جو انہیں نقصان پہنچائے اور نفع نہ پہنچا سکے، اور وہ بالیقین جانتے ہیں کہ اس کے لینے والے کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ اور وہ بدترین چیز ہے جس کے بدلے وہ اپنے آپ کو فروخت کر رہے ہیں، کاش کہ یہ جانتے ہوتے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جادو سے بچنا چاہیے، کیونکہ یہ عموماً لوگوں کو نقصان پہنچانے کے لیے کیا جاتا ہے، نہ کہ بھلے کے لیے۔'' اس سے ضمناً یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جن لوگوں کو نقصان پہنچتا ہے وہ جادو کرنے والے اور کروانے والے دونوں کے دشمن بن جاتے ہیں اور بہت سے لوگ اسی وجہ سے جادوگروں کے دشمن ہوتے ہیں اور جادوگر خود بھی ہمیشہ نامراد رہتا ہے۔ ۲۔ یہ ضروری نہیں کہ جادو وغیرہ کا اثر ضرور ہو۔ اللہ تعالیٰ کی مشیت میں ہو تو اثر ہو گا ورنہ نہیں ہوتا۔ ۳۔ یہود کو پوری طرح علم تھا کہ یہ کفر کا کام ہے اور آخرت میں انہیں اس کی سزا مل کر رہے گی۔'' 15

5۔ ناحق مال کھانے کی ممانعت:

ارکانِ اسلام؛ نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ یعنی فرائض کے بعد حلال مال کمانا فرض ہے اور یہ صرف اُس شخص کے ذمہ ہے جو اپنے اور اپنے اہل وعیال کے ضروری خرچ کے لیے مال کا محتاج ہو۔ باقی وہ شخص جس کے پاس ضرورت کے بقدر مال موجود ہو مثلاً وہ صاحب جائیداد ہے یا کسی اور طرح سے اُس کو مال میسر ہے تو اُس کے ذمہ یہ فرض نہیں رہتا؛ اِس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے مال کو ضرورتوں کے پورا کرنے کے لیے پیدا فرمایا ہے؛ تاکہ بندہ اپنی ضروری حاجتیں پوری کر کے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہو جائے؛ کیوں کہ رہنے سہنے، کھانے پینے اور پہننے اوڑھنے کے بغیر صحیح طرح سے اللہ تعالیٰ کی عبادت نہیں ہو سکتی۔ گویا اصل

مقصود مال کمانا نہیں ہے؛ بلکہ اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں یک سوئی سے مشغول ہونا مطلوب ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے انسانیت کو حلال مال کھانے کا حکم دیا۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ (16)

لوگو! زمین میں جتنی بھی حلال اور پاکیزہ چیزیں ہیں انہیں کھاؤ پیو اور شیطانی راہ پر مت چلو وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

یعنی نے جن چیزوں کو حلال کیا ہے، چاہے وہ مال و مویشی ہو یا کھیتی باڑی وغیرہ، جو چیزیں حلال ہیں اُنہیں کھاؤ اور اُن میں سے کسی بھی چیز کو اپنی طرف سے حرام قرار نہ دو، کسی قسم یا بتوں کے ساتھ خاص کر کے۔ شیطان کی ملمع کاری اور اس کے وسوسوں اور خیالات کی پیروی نہ کرو، اس کی دشمنی واضح اور ظاہر ہے، شیطان برے کام اور گناہوں اور ایسے امور میں جھوٹ بولنے کی ترغیب دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جس طرح اشیاء کی حلت کو واضح فرمایا، اسی طرح حرام دہ اشیاء کی بھی وضاحت فرمائی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ۔۔۔(17)

تم پر مُردہ اور (بہا ہوا) خون اور سور کا گوشت اور ہر وہ چیز جس پر اللہ کے سوا دوسروں کا نام پکارا گیا ہو حرام ہے

یعنی جو مردار جانور ہو یا سور وغیرہ کا گوشت ہو اسے استعمال نہیں کرنا چاہیے۔ اس آیت سے بھی یہ بتلانا مقصود ہے کہ جن اشیاء کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے، اُنہیں تم اپنی مرضی سے حلال قرار دے کر استعمال کرنا، درست عمل نہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کے احکام اور فیصلوں میں تغیر و تبدل کرنا ہے، جو کہ حرام ہے۔ یعنی "اس آیت میں تمام حرام چیزوں کا احاطہ کرنا مقصود نہیں بلکہ مقصد یہ جتلانا ہے کہ جن جانوروں کو تم نے حرام سمجھ رکھا ہے وہ تو اللہ نے حرام نہیں کئے، تم خوامخواہ ان کی حرمت اللہ کے ذمے لگا رہے ہو، البتہ کئی چیزیں ایسی ہیں جن کو تم حرام نہیں سمجھتے مگر اللہ نے انہیں حرام قرار دیا ہے، حرام چیزیں وہ نہیں ہیں جو تم سمجھ رہے ہو حرام تو وہ ہیں جنہیں تم نے حلال سمجھا ہوا ہے۔" 18

6۔ انفاق فی سبیل اللہ:

اسلام ہر مسلمان میں انفاق فی سبیل اللہ کا جذبہ پیدا کرتا ہے، تاکہ وہ مال کی محبت کا اسیر نہ بن جائے، بلکہ اس میں اللہ اور بندوں کے حقوق کو پہچانے، اور ضرورت سے زائد مال کو اللہ کی راہ میں اور دوسروں کی بہتری کے لئے خرچ کر دے۔ انفاق فی سبیل اللہ خیر اور برکت کے بڑے دروازوں میں سے ہے، جو شخص اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی شان بڑھا دیتے ہیں، اور اس کی قدر و منزلت میں اضافہ ہو جاتا ہے، یہ نہ صرف منفق کے درجات کو بلند کرتا ہے، بلکہ اس کے مال و دولت کی نشو نما بھی کرتا ہے۔ مساکین، مسافروں اور رشتہ داروں پر مال خرچ کرنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

وَآتَى الْمَالَ عَلَى حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ (19)

جو مال سے محبت کرنے کے باوجود قرابت داروں یتیموں مسکینوں مسافروں اور سوال کرنے والوں کو دے

اسی طرح ایک اور مقام پر انفاق فی سبیل اللہ کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

يَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنفِقُونَ قُلْ مَا أَنفَقْتُم مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ (20)

آپ سے پوچھتے ہیں کہ وہ کیا خرچ کریں؟ آپ کہہ دیجئے جو مال تم خرچ کرو وہ ماں باپ کے لئے ہے اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لئے ہے اور تم جو کچھ بھلائی کرو گے اللہ تعالیٰ کو اس کا علم ہے

قرآن مجید میں جہاں انفاق کا حکم ہے وہیں انفاق کی اہمیت اور جذبہ بڑھانے کے لیے اس کے فوائد و ثمرات پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرنے سے مال میں اضافہ ہوگا،اُس کا نعم البدل ملے اور کئی گنا زیادہ عطا کیا جائے۔ یہ بے قراری اور غموں سے نجات ملتی ہے۔"جو لوگ اپنا مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اس کی مثال اس دانے جیسی ہے جس میں سے سات بالیاں نکلیں اور ہر بالی میں سو دانے ہوں اور اللہ تعالیٰ جسے چاہے بڑھا چڑھا کر دے اور اللہ تعالیٰ کشادگی والا اور علم والا ہے۔" 21

7۔صدق و امانت کو اپنانے کی ترغیب:

سچائی اور امانت داری معاشرہ کے اُن اصول وضوابط میں سے جس کو اپنانے اور عمل کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔دنیاوی معاملات کے علاوہ دینی امور میں اپنانے کی تلقین کی گئی ہے۔حق و باطل کے امور میں فرق کرنے کا حکم ،ایک دوسرے سے کاروباری معاملات اور معاہدات میں امانت داری کو اپنانے کی تاکید، عدل وانصاف میں سچی گواہی کو ملحوظ رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ وَمَن يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ" 22

اور گواہی نہ چھپاؤ، اور جو شخص اسے چھپائے گا اس کا دل گنہگار ہے

اسی طرح امانتوں کی حفاظت اور ان کی صحیح ادائیگی کی تاکید کی گئی ہے،جو کہ ایک اہم اخلاقی قدر اور اسلام کے معاشرتی اصولوں میں سے ایک اہم حصہ ہے،بلکہ سورۃ البقرۃ ہر لمحہ اور معاملہ میں صدق و امانت کو اپنانے کا حکم دیتی ہے۔یہ اصول مسلمانوں کو ایک سچے، دیانتدار، اور قابل اعتماد فرد بننے کی طرف رہنمائی کرتے ہیں، جو کہ ایک مضبوط اور مستحکم معاشرے کی بنیاد ہیں۔

اس کے علاوہ سورۃ البقرۃ میں جن اہم معاشرتی اصولوں کی جانب امت کی رہنمائی کی گئی ہے وہ درج ذیل ہیں۔

○ تیموں کے ساتھ حسن سلوک کرنا،ان پر مال کرچ کرنا،اُن کے مال کو تجارت میں لگا کر اُن کے ساتھ خیر خواہی کا معاملہ کرنا اور اُن کے مال میں خیانت نہ کرنا۔سورۃ البقرۃ میں ارشاد ہے۔

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْيَتَامَىٰ قُلْ إِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ وَإِن تُخَالِطُوهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَأَعْنَتَكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ (23)

تجھ سے یتیموں کے بارے میں بھی سوال کرتے ہیں آپ کہہ دیجئے کہ ان کی خیر خواہی بہتر ہے، تم اگر ان کا مال اپنے مال میں ملا بھی لو تو وہ تمہارے بھائی ہیں، بدنیت اور نیک نیت ہر ایک کو اللہ خوب جانتا ہے اور اگر اللہ چاہتا تو تمہیں مشقت میں ڈال دیتا یقیناً اللہ تعالیٰ غلبہ والا اور حکمت والا ہے۔

○ قرض سے متعلق احکام عنایت فرمائے کہ جب بھی کسی کو قرض دو، تو اُس کو لکھ لو، تاکہ بعد میں کسی قسم کا نزاع [لڑائی جھگڑا] نہ ہو۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَايَنتُم بِدَيْنٍ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوهُ وَلْيَكْتُب بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌ بِالْعَدْلِ (24)

اے ایمان والو! جب تم آپس میں ایک دوسرے سے میعاد مقررہ پر قرض کا معاملہ کرو۔ تو اسے لکھ لیا کرو اور لکھنے والے کو چاہئیے کہ تمہارا آپس کا معاملہ عدل سے لکھے

○ مشکل حالات میں صبر پر عمل کرنا، دین کے راستہ میں مشکلات آئیں تو صبر کرنا چاہیے اور رجوع الی اللہ کی جانب توجہ دینے کا حکم دیا گیا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ وَإِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى الْخَاشِعِينَ (25)

اور صبر اور نماز کے ساتھ مدد طلب کرو یہ چیز شاق ہے، مگر ڈر رکھنے والوں پر۔

ایک اور مقام پر صبر کی تلقین کچھ یوں کی گئی ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ (26)

اے ایمان والو! صبر اور نماز کے ذریعہ سے مدد چاہو، اللہ تعالیٰ صبر والوں کا ساتھ دیتا ہے۔

○ تجارت کو اپنانے کی تلقین اور سود سے بچنا: قرآن مجید میں انسانیت کو اکل حلال کے حصول کی ترغیب دیتے ہوئے تجارت کو اپنانے کی تلقین فرمائی، جب کہ سود، جو کہ بظاہر مال کی زیادتی کا سبب بنتا ہے، اُسے سے بچنے کا حکم دیا ہے۔ قرآن مجید میں واضح الفاظ میں تجارت کو حلال اور سود کو حرام قرار دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبَا وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا (27)

سود خور لوگ نہ کھڑے ہونگے مگر اسی طرح جس طرح وہ کھڑا ہوتا ہے جسے شیطان چھو کر خبطی بنادے، یہ اس لئے کہ یہ کہا کرتے تھے کہ تجارت بھی تو سود ہی کی طرح ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تجارت کو حلال کیا اور سود کو حرام،

خلاصہ بحث:

سورۃ البقرۃ میں عبادات جیسے نماز قائم کرنے، زکوٰۃ ادا کرنے، رمضان کے روزے رکھنے، خانہ کعبہ کا حج کرنے، اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے جیسے امور کی بابت احکام ملتے ہیں، جو انسانیت کا تعلق رب کائنات کے ساتھ مضبوط کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

دینی معاملات میں قمری مہینوں پر اعتماد کرنے اور زندگی کے معاملات کو اس کی روشنی میں مرتب کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرنے، والدین اور رشتہ داروں کے ساتھ سلوک کرنے اور یتیموں کے ساتھ معاملات کرنے جہاں آپسی تعلقات میں مضبوط ہوتے ہیں، وہیں قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے۔ معاشرہ میں خیر خواہی اور دردمندی کا احساس پروان چڑھتا ہے اور امن کا گہوارہ نظر آتا ہے۔

نکاح، طلاق، رضاعت اور عدت جیسے اہم عائلی امور میں انسانیت کو ایک متعین اور معتدل رستہ ملتا ہے، جس کے ذریعے جہاں انسانی عظمت، عزت و حرمت کا خیال رکھا گیا، وہیں نسب اور وصیت وغیرہ جیسے اہم امور میں بھی رہنمائی کے ذریعے معاش کا حل پیش کیا گیا ہے۔

جادو، قتل، لوگوں کے مال ناحق کھانے اور شراب انسانیت اللہ تعالیٰ کے حدود سے تجاوز کرنے لگتی ہے، معاشرہ تباہ ہوتا ہے، اس لیے ان سے دور رہنے کی ترغیب دی گئی ہے۔

سود، تجارت، مشکلات پر صبر کرنے وغیرہ کے بارے میں مسلمانوں کو ایک شرعی دستور فراہم کرتی ہے، نیز یہ مشعل راہ ہے، جن پر عمل کرکے دنیاوی فوائد کے ساتھ آخروی اعتبار سے کامرانی مقدر ٹھہرے گئی۔

CC BY

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

۱۔ الرعد:38

۲۔ امام طبرانی نے "المعجم الاوسط" میں نقل کیا ہے، رقم:7647، 8794؛ امام بیہقی نے "شعب الایمان" میں نقل کیا، رقم:5100؛ علامہ ناصر الدین البانی نے اسے روایت کو "حسن لغیرہ" کا درجہ دیا ہے۔ الالبانی، محمد ناصر الدین، صحیح الترغیب و الترھیب، مکتبہ المعارف، الریاض، 2000ء، ج:2، ص:404

۳۔ سورۃ البقرۃ:221

۴ البقرۃ:227

۵ ابوداؤد نے اپنی "سنن" میں نقل کیا ہے۔ رقم الحدیث:2177

۶ سراج الدین ابن نجیم، عمر بن ابراہیم، النھر الفائق شرح کنز الدقائق، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، 2002ء، (229/2)

۷ *Khan, Muhammad Bahar, Saad Jaffar, Muhammad Waseem Mukhtar, Muhammad Naveed Akhtar, Waqar Ahmed, and Naveed Ali Shah. "Islamic Traditions' Practical Application: Applying Sharia In The Context Of Western Democracy." Elementary Education Online 20, no. 1 (2023): 8522-8522.*

۸ سورۃ البقرۃ:178

۹ سورۃ البقرۃ:179

۱۰ یوسف، حافظ صلاح الدین، تفسیر احسن البیان، دار السلام، فیصل آباد، 2010ء، ج، 1، ص:71

۱۱ سورۃ البقرۃ:219

۱۲ *Jaffar, Saad, Asia Mukhtar, Sardar Muhammad, and Muhammad Ayaz. "The Concept Of Human Equality: A Comparative Study In The Light Of The Qur'an And The Bible." Webology 19, no. 3 (2022).*

۱۳ ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، تفسیر ابن کثیر، مترجمہ، ج:1، ص:200

۱۴ سورۃ البقرۃ:102

۱۵ الکیلانی، عبد الرحمن، مولانا، تیسیر القرآن، مکتبہ السلام، لاہور، 2007ء، ج1، ص:185

۱۶ *Laiba Abbasi, Saad Jaffar, Muhammad Rizwan, & Sadaf Butt. (2025). A Study of Religious Sites in Hazara: An Historical Analysis. Social Science Review Archives, 3(3), 1452–1476. https://doi.org/10.70670/sra.v3i3.974*

۱۷ سورۃ البقرۃ:173

۱۸ عثمانی، مفتی تقی، آسان ترجمہ القرآن، مکتبہ المعارف، کراچی، 2010ء، ج1، ص:89

۱۹ *"Transgender Act 2018: Islamic Perspective to Interpret Statute for the Protection of Rights and Socio-Psychological Impacts on Pakistani Society." (2020).*

۲۱ سورۃ البقرۃ:261

۲۲ ایضاً:283

۲۳ سورۃ البقرۃ:220

۲۴ سورۃ البقرۃ:281

۲۵ سورۃ البقرۃ:45

۲۶ سورۃ البقرۃ:154

۲۷سورۃالبقرۃ:275